سلسلۂ تقاریر تعارف الکتاب:

ڈاکٹر اسرار احمد

وَقَالَ الَّذِیْنَ ١٩

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ○ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (الفرقان: ٢١، ٢٢)

قرآن مجید کا انیسواں (١٩) پارہ "وَقَالَ الَّذِیْنَ" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس میں اولاً سورۃ الفرقان کی بقیہ ستاون (٥٧) آیات شامل ہیں، پھر سورۃ الشعراء مکمل اور آخر میں سورۃ النمل کی ابتدائی انسٹھ (٥٩) آیات شامل ہیں۔ سورۃ الفرقان کا جو حصہ اس پارے میں وارد ہوا ہے اس میں وہ عظیم آیت بھی آئی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد نقل ہوئی ہے: وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ (آیت ٣٠) "اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا"۔ اس آیت کا براہِ راست تعلق اس سورۂ مبارکہ کی پہلی آیت سے ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو بھیجا ہی اس لیے اور اسی لیے ان پر کتاب نازل فرمائی کہ وہ تمام جہان والوں کو خبردار کریں۔ (نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ○) لیکن جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قرآن کے ذریعے دعوت دی اور انہوں نے اعراض و انکار کی روش اختیار کی تو فریاد کے یہ الفاظ حضورؐ کی زبان پر وارد ہوئے کہ اے ربّ! میری اس قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا ہے، اس کی طرف ملتفت نہیں ہو رہی ہے، اس کی طرف متوجہ نہیں ہو رہی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حواشی میں بڑی پیاری بات کہی ہے کہ اس آیت میں اگرچہ اصل ذکر کفار کا ہے لیکن مسلمانوں میں سے بھی وہ لوگ جو قرآن مجید سے بے اعتنائی برتیں، نہ اس کی طرف پڑھنے

کے لیے متوجہ ہوں اور نہ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، نہ اس پر عمل کرنے کے لیے کوشاں ہوں اور نہ ہی اسے دوسروں تک پہنچانے کا فرضِ منصبی پورا کریں تو یہ سب لوگ بھی درجہ بدرجہ اسی آیت کے حکم میں شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس صورت سے اپنی پناہ میں لے۔

اسی سورۂ مبارکہ میں وہ عظیم آیت بھی آئی کہ: اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ (آیت ۴۳) کہ اے نبیؐ کیا آپؐ نے ان لوگوں کی حالت پر غور کیا جنہوں نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا۔ معلوم ہوا شرک کی یہی صورت نہیں ہے کہ بُت کو پوجا جائے یا ستاروں کی پرستش کی جائے، بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کے جتنے بھی تقاضے انسان کے اندر سے ابھریں ان کو بجالانے پر کمربستہ ہوجانا بغیر یہ دیکھے ہوئے کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے اور ان تقاضوں کی ادائیگی کی کون سی شکل اللہ نے جائز ٹھہرائی ہے اور کون سی صورتیں ناجائز ٹھہرائی ہیں، خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالینے کے مترادف ہے۔

سورۃ الفرقان کے آخر میں وہ آیات وارد ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ سورۃ المومنون کے آغاز میں وہ بنیادی اساسات واضح کی گئی تھیں جن پر بندۂ مومن کی شخصیت کی تعمیر ہوسکتی ہے۔ گویا کہ وہ اِس موضوع کا نقطۂ آغاز تھا اور سورۃ الفرقان کے آخری رکوع میں اس کا تکمیلی مرحلہ بیان ہو رہا ہے۔ ایک بندۂ مومن کی پوری طرح پختہ بنی ہوئی شخصیت کے خدوخال کیا ہیں۔ بقول علامہ اقبال ؎

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اِک انبار تو
پختہ ہوجائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو!

وہ پختگی کیا ہے؟ فرمایا: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (آیت ۶۳) "اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو انہیں وہ دور سے سلام کہتے ہیں"۔ اس پورے رکوع میں اللہ نے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کے اوصاف گنوائے اور انہیں "عباد الرحمٰن" کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

اس کے بعد سورۃ الشعراء آتی ہے۔ اس سورۂ مبارکہ میں اُولُوالعزم من الرسل کا ذکر تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ ان میں سے قدرے تفصیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان ہوئے پھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے۔ اور اس کے بعد جو ترتیب کہ عام طور پر مکی سورتوں میں ہوتی ہے یعنی حضرت نوحؑ، پھر حضرت ہودؑ، پھر حضرت صالحؑ، پھر حضرت لوطؑ اور پھر حضرت شعیب علیہم السلام۔ ان کے حالات میں خاص طور پر اسی پہلو کو واضح کیا گیا کہ یہ سب اللہ کی بندگی کی دعوت لے کر آئے کہ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہ اللہ کی پرستش کرو! اللہ کی بندگی اختیار کرو! اسی کی غلامی اختیار کرو! لیکن ان قوموں نے ان کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا لہٰذا وہ نیست و نابود کر دی گئیں، انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ہر رسول کے حالات بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ بار بار تکرار کے ساتھ آئے ہیں: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (آیت ۶۷، ۱۰۳، ۱۲۱، ۱۳۹، ۱۵۸، ۱۷۴، ۱۹۰) "اس میں یقیناً ایک نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ماننے والے نہیں تھے"۔ ساتھ ہی اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک تسلی ہے، ایک تشفی ہے کہ حضورؐ آپ بھی دل گرفتہ نہ ہوں، ان کفار کے انجام سے غمگین اور ملول نہ ہوں۔ چنانچہ آغاز ہی میں اس سورۂ مبارکہ میں یہ الفاظ آئے کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (آیت ۳) اے نبیؐ! کیا آپ اپنے آپ کو غم اور صدمے سے ہلاک کر لیں گے کہ وہ ایمان نہیں لا رہے! اگر وہ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو آپ کو غمگین نہیں ہونا چاہیے، یہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں، یہ ان ہی قوموں کی روش پر چل رہے ہیں جن پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا رہا ہے اور اب یہ خود بھی اپنے طرزِ عمل سے اپنے آپ کو اِس انجام کا مستحق بنا چکے ہیں۔

سورۃ الشعراء کے بعد سورۃ النمل وارد ہوتی ہے۔ اس میں بھی دوسری مکی سورتوں کی طرح آفاق و اَنفُس کے شواہد، فطرت کے محکم دلائل کی بنیاد پر توحید کی دعوت، معاد یعنی آخرت کا اثبات اور نبوت و رسالت کو ماننے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی دعوت وارد ہوئی ہے۔ اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کا بھی ذکر ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی ذکر ہے اور ملکۂ سبا کے ساتھ جو حالات و واقعات پیش آئے ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم آیت وارد ہوئی کہ جب ملکۂ سبا کے تخت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک درباری نے چشم زدن میں یمن سے لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھوا دیا تو ان کی زبان پر یہ الفاظ آئے: ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ (آیت ۴۰) کہ یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے۔ وہ مجھے آزما رہا ہے کہ ان احسانات اور ان انعامات پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا نہیں؟ یہ الفاظ وہ ہیں کہ جن کو ہم نے اپنی بدعملی سے اور بدکرداری سے بدنام کر دیا

ہے۔ چنانچہ حرام کی کمائی سے بنائی ہوئی عمارتوں پر ان الفاظ کو کندہ کراتے ہیں۔ اہتمام کے ساتھ لکھواتے ہیں: هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے اس طرزِ عمل سے نعوذ باللہ من ذٰلک قرآن مجید کے یہ الفاظ ہی گویا کہ ہماری منافقت اور بدکرداری کی ایک علامت بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے اور حلال پر کاربند رہنے' حلال پر اکتفا کرنے اور حرام سے اپنے دامن کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بقیہ : حرف اول

میں اپنی تقریر کے آڈیو کیسٹ ارسال کر رہا ہوں تاکہ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو آپ وقت نکال کر ان کی سماعت فرمالیں۔ پھر اگر آپ کو کسی معاملے میں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہو تو اگر آپ تشریف لانے کی زحمت گوارا کر سکیں تو یہ میرے لئے موجب اعزاز ہو گا اور اگر آپ مجھے طلب فرمائیں تو میں اس مقصد کے لئے سر کے بل حاضر ہونا موجب سعادت سمجھوں گا"۔

میاں محمد شریف صاحب نے محترم ڈاکٹر صاحب اور ان کے مراسلے کا اس درجے اکرام کیا کہ اپنے تینوں صاحبزادوں (یعنی میاں نواز شریف' میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف) سمیت محترم ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لے آئے۔ اس موقع پر جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں ہے' قارئین میں سے جن حضرات کو دلچسپی ہو وہ خبرنامہ ندائے خلافت کا متعلقہ شمارہ ہم سے طلب فرما سکتے ہیں' تاہم اس موقع پر معین نکات کی شکل میں جو یادداشت معزز مہمانوں کی خدمت میں پیش کی گئی تھی' اسے قارئین کے افادے کے لئے شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔○○

○ ○ ○